Ttle

فہرست

﴾سبق نمبر 1﴿ ---------------------------- 4

زکوٰۃ کے فضائل واہمیت: ---------------------------- 4

زکوٰۃ کے چند اہم فوائد: ---------------------------- 4

فضائلِ زکوٰۃ: ---------------------------- 4

زکوٰۃ ادانہ کرنے پر وعید: ---------------------------- 6

زکوٰۃ کی تعریف: ---------------------------- 7

زکوٰۃ کے وجوب کی شرائط: ---------------------------- 7

سال گذرنے سے مراد: ---------------------------- 9

﴾سبق نمبر 2﴿ ---------------------------- 11

صاحبِ نصاب کون ہے؟ ---------------------------- 11

مالِ تجارت سے مراد: ---------------------------- 11

زکوۃ کا حساب کیسے کریں: ---------------------------- 12

نمبر 1: قابل زکوۃ اشیاء اور اثاثہ جات: ---------------------------- 12

نمبر 2: مالیاتی ذمہ داریاں: ---------------------------- 13

توجہ: ---------------------------- 14

غلط فہمی کا ازالہ: ---------------------------- 15

زیورات پر زکوۃ: ---------------------------- 15

﴿سبق نمبر3﴾ ---------------------------------- 17

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط: ---------------------------------- 18

زکوٰۃ کن لوگوں کو دی جائے اور کن کو نہیں: ---------------------------------- 19

﴿سبق نمبر4﴾ ---------------------------------- 22

زکوٰۃ کے چند اہم مسائل: ---------------------------------- 22

﴿سبق نمبر5﴾ ---------------------------------- 27

چند جدید مسائل ---------------------------------- 27

بینک کا زکوٰۃ کاٹنا: ---------------------------------- 27

طویل المیعادی قرضے: ---------------------------------- 27

کرپٹو کرنسی پر زکوٰۃ: ---------------------------------- 28

پراپرٹی پر زکوٰۃ کے احکام: ---------------------------------- 28

زکوٰۃ کی رقم کسی دوسری جگہ بھجوانے پر سروس چارجز کا حکم ---------- 29

زکوٰۃ کا بہترین مصرف: ---------------------------------- 29

مسائلِ عشر ---------------------------------- 30

﴿سبق نمبر6﴾ ---------------------------------- 32

وجوب عشر کی شرائط: ---------------------------------- 32

عشر اور زکوٰۃ میں چند بنیادی فرق: ---------------------------------- 33

عشر کے اہم مسائل: ---------------------------------- 34

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿سبق نمبر 1﴾

زکوٰۃ کے فضائل واہمیت:

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے جو ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر سال میں ایک بار ادا کرنا فرض ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ جب کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی باقی مال میں برکت، اضافے اور پاکیزگی کا باعث بنتی ہے۔

زکوٰۃ کے چند اہم فوائد:

1: اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے ہوتی ہے۔
2: دولت چند ہاتھوں میں نہیں رہتی بلکہ گردش کرتی رہتی ہے۔
3: مال کی حرص وہوس نہیں رہتی۔
4: معاشرہ معاشی طور پر مضبوط رہتا ہے۔
5: غریب اور امیر میں باہمی رقابت کا ماحول ختم ہو جاتا ہے۔
6: چوری، ڈاکہ، سود وغیرہ جیسے معاشرتی جرائم سے حفاظت رہتی ہے۔

فضائلِ زکوٰۃ:

(1): ﴿ قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ ﴾

(سورۃ المؤمنون: 1 تا 4)

ترجمہ: یقیناً وہ مؤمنین کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں، جو بے فائدہ چیزوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔

(2): ﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (٣٩)﴾

(سورۃ الروم:39)

ترجمہ: اور یہ جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں شریک ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو تو (غور سے سن لو کہ) یہی وہ لوگ ہیں جو درحقیقت (اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔

(3): عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ؛ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ."

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 8)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے؛ ا.... اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں، ۲.... نماز قائم کرنا، ۳.... زکوٰۃ ادا کرنا، ۴.... حج کرنا اور ۵.... رمضان کے روزے رکھنا۔

(4): عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِذَا أَدّٰى رَجُلٌ زَكَاةَ مَالِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهٗ."

(المعجم الاوسط للطبرانی: رقم الحدیث 1579)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو اسے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو شَر اس شخص سے دور ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید:

(1): ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٤﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿٣٥﴾﴾

(سورۃ التوبۃ: 34، 35)

ترجمہ: جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ جس دن اس (سونا چاندی) کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور (ان سے یہ کہا جائے گا) کہ یہ تمہارا وہ مال ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا، اس لیے اب اس مال کا مزہ چکھو جسے تم جمع کرتے رہتے تھے۔

(2): عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ -يَعْنِي شِدْقَيْهِ- ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ" ثُمَّ تَلَا ﴿لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ﴾ الْآيَةَ.

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 1403)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: جس کو اللہ نے مال دیا ہو پھر بھی وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اس شخص کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الخ" (ترجمہ آیت: جو لوگ اس مال میں بخل سے کام لیتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے اچھی بات ہے بلکہ یہ ان کے لیے بری بات ہے۔ جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہو گا قیامت کے دن وہی مال ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ [سورۃ آل عمران:180])

زکوٰۃ کی تعریف:

عربی لغت میں زکوٰۃ کا معنی ہے "پاک کرنا" اور "نشوونما کرنا"۔

شریعت مبارکہ کی نظر میں زکوٰۃ کا معنی یہ ہے:

"اپنے مال کے اندر مخصوص شرائط پائے جانے کی صورت میں کسی مستحق شخص کو اس مال کے مخصوص حصے (چالیسویں حصے) کا مالک بنا دینا۔"

زکوٰۃ کے وجوب کی شرائط:

شریعت مبارکہ نے زکوٰۃ ہر انسان پر فرض نہیں کی بلکہ اس کی کچھ شرائط مقرر کی ہیں۔ جس شخص میں وہ تمام شرائط ایک ساتھ پائی جائیں اس پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے، اگر کوئی ایک شرط بھی موجود نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔

جن شرائط کی وجہ سے زکوٰۃ فرض ہوتی ہے وہ دو قسم کی ہیں:

- ☼ بعض کا تعلق خود اس انسان کے ساتھ ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔
- ☼ کچھ کا تعلق اس مال کے ساتھ ہے جس پر زکوٰۃ کا حکم لاگو ہوتا ہے۔

تفصیل درج ذیل ہے:

(1)وہ شرائط جن کا تعلق زکوٰۃ دینے والے کے ساتھ ہے:

1: مسلمان ہونا..... (کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ یہ خالصتاً عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں)

2: آزاد ہونا..... (شرعی غلام اور باندی پر واجب نہیں۔ واضح ہو کہ آج کل کہیں بھی شرعی غلام اور باندیوں کا وجود نہیں)

3: عاقل ہونا..... (دیوانے، پاگل پر زکوٰۃ فرض نہیں)

4: بالغ ہونا..... (نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں)

(2)وہ شرائط جن کا تعلق مال کے ساتھ ہے:

1: مال مکمل ملکیت میں ہو۔ (کسی چیز میں مکمل ملکیت تب ثابت ہوتی ہے جب اس کا مالک بھی ہو اور اس پر مکمل قبضہ بھی ہو۔ لہٰذا ایسا مال جس پر بطورِ امانت قبضہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں، اسی طرح وہ مال جو عورت کو بطور حق مہر کے ملے لیکن ابھی تک عورت نے قبضہ نہ کیا ہو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں۔)

2: مال نصاب کے بقدر ہو۔ (اگر مملوکہ مال نصاب سے کم ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ نصاب کی تفصیل آگے آرہی ہے۔)

3: مال حاجاتِ اَصلیہ سے زائد ہو۔ (جو چیزیں انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات میں داخل ہیں ان پر زکوٰۃ فرض نہیں، جیسے رہائشی مکان، نان ونفقہ یعنی راشن، سردی گرمی سے بچاؤ کے لیے پہننے کے کپڑے، حفاظت کی غرض سے خریدا ہوا اسلحہ، گھریلو استعمال کے برتن یا فرنیچر، آلاتِ صنعت وحرفت یعنی روزگار کے لیے خریدے ہوئے

اوزار، سواری کے لیے گاڑی، مطالعہ کی کتابیں۔)

4: مال دَین سے خالی ہو۔ (اگر مال نصاب کے بقدر موجود ہو مگر اس پر دَین بھی ہو تو اس مال پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ سمجھانے کے لیے دَین کو اردو زبان میں قرض کہہ دیا جاتا ہے۔ مگر فقہ کی زبان میں دَین ہر ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کے ذمہ واجب ہو خواہ کسی بھی وجہ سے واجب ہوئی ہو۔ پھر خواہ یہ ذمہ میں واجب ہونے والی چیز رقم ہو، سامان ہو یا کوئی اور چیز ہو۔)

5: مال بڑھنے والا ہو۔ (خواہ حقیقتاً بڑھتا ہو کہ اس کا بڑھنا دِکھائی دے، جیسے جانور مویشی، خواہ حکماً بڑھتا ہو کہ اگر بڑھانا چاہیں تو بڑھا سکیں، جیسے سونا چاندی، روپے پیسے۔ اگر مال بڑھنے والا نہ ہو اگرچہ ضرورت سے زائد بھی ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، جیسے ایک سے زائد مکان، ہیرے جواہرات، موتی، یاقوت، بشرطیکہ تجارت کے لیے نہ ہو)

6: مال پر سال گزر چکا ہو۔ اس مال پر چاند کے حساب سے پورا سال گزر جائے تب زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ فقہی زبان میں اس شرط کو "حولانِ حول" کہتے ہیں)

سال گذرنے سے مراد:

"ایک سال مال پر گزر جائے" اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر ہر روپے یا مال پر مستقل سال گزرے۔ سال گزرنے سے مراد یہ ہے کہ جس تاریخ میں آپ کے پاس پیسہ یا نصاب موجود ہو، وہ تاریخ طے کرلیں۔ یہ تاریخ قمری [چاند کی] تاریخ ہونی چاہیے۔ اگر تاریخ یاد نہ ہو تو کوئی بھی قمری تاریخ طے کرلیں اور آئندہ سال جب وہی تاریخ آئے اس وقت حساب کرلیں، سال کے درمیان میں پیسے آتے جاتے رہیں، اس سے فرق نہیں پڑتا۔

فرض کریں گزشتہ سال 10 رمضان کو اگر آپ 5 لاکھ روپے کے مالک تھے، جس پر ایک سال بھی گزر گیا تھا۔ زکوٰۃ ادا کردی گئی تھی۔ اِس سال رمضان تک جو رقم آتی جاتی رہی اُس کا کوئی اعتبار نہیں، بس اِس رمضان میں دیکھ لیں کہ آپ کے پاس اب کتنی رقم ہے، اور اُس رقم پر زکوٰۃ ادا کردیں۔ مثلاً اِس رمضان میں 6 لاکھ روپے آپ کے پاس قرض نکال کر باقی بچ گئے ہیں تو 6 لاکھ پر 2.5٪ زکوٰۃ ادا کردیں۔

﴿سبق نمبر2﴾

صاحبِ نصاب کون ہے؟

زکوٰۃ بنیادی طور پر چار قسم کی چیزوں میں واجب ہوتی ہے: سونا، چاندی، نقدی اور مالِ تجارت۔ تفصیل یہ ہے:

[۱]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولے سونا (87.48 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب ہے۔

[۲]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

[۳]: اگر کسی کی ملکیت میں سونے کی مذکورہ مقدار یا چاندی کی مذکورہ مقدار نہ ہو یا ہو لیکن اس مذکورہ مقدار سے کم ہو تو اب دیکھا جائے گا کہ اگر اس کی ملکیت میں یہ چار چیزیں سونا، چاندی، نقدی اور مالِ تجارت موجود ہوں یا ان میں سے بعض موجود ہوں اور ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

مالِ تجارت سے مراد:

اگر کسی چیز کو خریدتے وقت نیت یہ تھی کہ اسے بعد میں فروخت کر دیں گے اور یہ نیت تاحال باقی بھی ہو تو اب یہ چیز "مالِ تجارت" میں شمار ہو گی، لیکن اگر کوئی چیز خریدتے وقت اسے آگے فروخت کرنے کی نیت نہ ہو یا اس وقت تو فروخت

کرنے کی نیت تھی لیکن بعد میں نیت بدل گئی تو ایسی چیز "مالِ تجارت" میں شمار نہ ہو گی۔

زکوۃ کا حساب کیسے کریں:

حساب لگانے سے پہلے دو چیزوں کو سمجھ لیں:

نمبر 1: قابل زکوۃ اموال اور اثاثہ جات۔

نمبر 2: مالیاتی ذمہ داریاں یعنی جو رقم قابل زکوۃ اموال سے کم کرنی ہے۔

نمبر 1: قابل زکوۃ اشیاء اور اثاثہ جات:

- سونا اور چاندی، کسی بھی شکل میں ہوں اور کسی بھی مقصد کے لیے ہوں۔

کھوٹ اور نگینے نکال کر ان کی جو مالیت بنے وہ نوٹ کر لیں۔

- گھر میں یا جیب میں موجود رقم۔
- بینک اکاؤنٹ یا لاکر میں موجود رقم۔
- غیر ملکی کرنسی کی موجودہ مالیت۔
- پرائز بانڈ۔
- مستقبل کے کسی منصوبے؛ حج، بچوں کی شادی وغیرہ کے لیے جمع شدہ رقم۔
- تکافل یا انشورنس پالیسی میں جمع شدہ رقم۔

نوٹ: انشورنس کروانا حرام ہے، اگر کسی نے کروائی ہو تو فوراً ختم کر دے۔ انشورنس پالیسی میں جمع شدہ رقم پر بھی زکوۃ واجب ہے۔

- جو قرض دوسروں سے لینا ہے اور توقع ہو کہ وہ واپس بھی دے دے گا۔

- کمیٹی BC کی جو رقم جمع کرا چکے ہیں اور ابھی کمیٹی نہیں نکلی۔
- کسی بھی چیز کے لیے ایڈوانس میں دی گئی رقم جب کہ وہ چیز ابھی ملی نہ ہو۔
- سرمایہ کاری، مضاربت، شراکت میں لگی ہوئی رقم۔
- شئیرز، سیونگ سرٹیفیکیٹس، این آئی ٹی یونٹس، این ڈی ایف سیونگ سرٹیفیکیٹس، پراویڈنٹ فنڈ کی وصول شدہ یا کسی اور ادارے میں مالک کے اختیار سے منتقل شدہ رقم۔
- مال تجارت یعنی دکان، گودام یا فیکٹری میں جو سٹاک قابل فروخت ہے اس کی موجودہ قیمت۔
- خام مال جو فیکٹری، دکان یا گودام میں موجود ہے، اس کی موجودہ قیمت۔
- فروخت شدہ مال کے بدلے میں حاصل شدہ اشیاء کی مالیت اور فروخت شدہ مال کی قابل وصول رقم۔
- فروخت کرنے کی نیت سے خریدے گئے پلاٹ، گھر، فلیٹ، دکان یا زمین کی موجودہ قیمت۔

اوپر ذکر کردہ تمام اشیاء کی کل مالیت کا حساب نکال کر ٹوٹل کرلیں اور اسے A کا نام دے دیں۔

نمبر 2: مالیاتی ذمہ داریاں:

یعنی جو رقم قابل زکوۃ اموال سے کم کرنی ہے۔

- قرض جو ادا کرنا ہے یعنی ادھار لی ہوئی رقم۔
- ادھار خریدی ہوئی چیزوں کی جو رقم ادا کرنی ہے۔

- بیوی کا حق مہر جو ابھی ادا کرنا ہے۔
- پہلے سے نکلی ہوئی کمیٹی BC کی جو بقیہ قسطیں ادا کرنی ہیں۔
- آپ کے ملازمین کی تنخواہیں جو اس تاریخ تک واجب الادا ہوں۔
- ٹیکس، دکان مکان وغیرہ کا کرایہ، یوٹیلٹی بلز وغیرہ جو اس تاریخ تک واجب الادا ہوں۔
- گذشتہ برسوں کی زکوۃ جو ابھی ادا نہیں کی گئی۔

مذکورہ تمام اشیاء کی کل مالیت کا حساب لگا کر ان کا بھی ٹوٹل کرلیں اور اسے B کا نام دے دیں۔

اب قابل زکوۃ اشیاء کی کل مالیت سے یہ بعد والی رقم یعنی مالیاتی ذمہ داریوں والی رقم تفریق کر دیں۔۔یعنی A میں سے B کو تفریق کریں۔ جو جواب آئے اس کو چالیس 40 پر تقسیم کر دیں۔ اب جو جواب آئے وہ آپ کے ذمہ واجب الادا زکوۃ کی کل رقم ہے۔ مثال کے طور پر فرض کریں A کی مقدار بیس لاکھ اور B کی مقدار دو لاکھ ہے۔ بیس لاکھ میں سے دو لاکھ مائنس کیا تو جواب آیا اٹھارہ لاکھ۔ اس کو چالیس پر تقسیم کیا تو جواب آیا پینتالیس ہزار۔ تو 45 ہزار روپے آپ کے ذمہ زکوۃ کی کل رقم ہے۔ آپ یہ رقم اکٹھی بھی دے سکتے ہیں اور تھوڑی تھوڑی کر کے بھی ادا کر سکتے ہیں۔

توجہ:

- ❖ استعمال کی گاڑیوں، گھروں اور دیگر سامان پر زکوۃ نہیں۔
- ❖ منافع کمانے کے لیے خریدے گئے پلاٹ پر زکوۃ ہے، گھر بنانے کے لیے خریدے گئے پلاٹ پر زکوۃ نہیں۔

غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ صرف رجب کو زکوۃ کا مہینہ سمجھتے ہیں اور بعض صرف شعبان کو اور کچھ لوگ صرف رمضان کو زکوۃ کا مہینہ سمجھتے ہیں اور اسی مہینے میں زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ یہ بات درست نہیں۔ قمری تاریخ کے اعتبار سے جس تاریخ کو نصاب کے پیسے پورے ہو جائیں، وہی زکوۃ کی تاریخ ہے اور وہی زکوۃ کا مہینہ ہے۔ اگر وہ تاریخ یاد نہ ہو تو کوئی ایک تاریخ طے کر لی اور آئندہ ہر سال اسی تاریخ کو حساب کیا کریں۔

دوسری بات یہ سمجھ لیں کہ اس تاریخ کو حساب کرنا ضروری ہے، ادا جب چاہیں کر سکتے ہیں، رمضان میں کریں یا غیر رمضان میں۔ یکمشت ادا کریں یا تھوڑے تھوڑے کر کے، دونوں طرح ٹھیک ہے لیکن کوشش کر کے جلد ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

زیورات پر زکوۃ:

خیر القرون سے عصر حاضر تک کے جمہور علماء، وفقہاء اور محدثین' قرآن وسنت کی روشنی میں عورتوں کے سونے یا چاندی کے استعمالی زیور پر وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں، اگر وہ زیور نصاب کے مساوی یا زائد ہو اور اس پر ایک سال بھی گزر گیا ہو۔

قرآن وسنت کے عمومی احکام میں سونے یا چاندی پر بغیر کسی استعمالی یا غیر استعمالی شرط کے زکوٰۃ واجب ہونے کا ذکر ہے اور ان آیات واحادیث شریفہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر سخت ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

متعدد آیات واحادیث میں یہ عموم ملتا ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ(۳۴)﴾ (سورۃالتوبۃ:34)

ترجمہ: اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے) انہیں دردناک عذاب کی خبر دیجیے۔

اس آیت میں عمومی طور پر سونے یا چاندی پر زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے خواہ وہ استعمالی زیور ہوں یا تجارتی سونا و چاندی۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَخَالَتِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَنَا: "أَتُعْطِيَانِ زَكَاتَهُ؟" قَالَتْ: فَقُلْنَا لَا! قَالَ: "أَمَا تَخَافَانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللهُ أَسْوِرَةً مِنْ نَارٍ، أَدِّيَا زَكَاتَهُ."

(مسند احمد: رقم الحدیث 27614)

ترجمہ: میں اور میری خالہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ہم نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ڈرتی نہیں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے آگ کے کنگن تمہیں پہنائے؟ لہذا ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ خواتین کے استعمال کے زیورات پر بھی زکوۃ فرض ہے۔

﴿سبق نمبر 3﴾

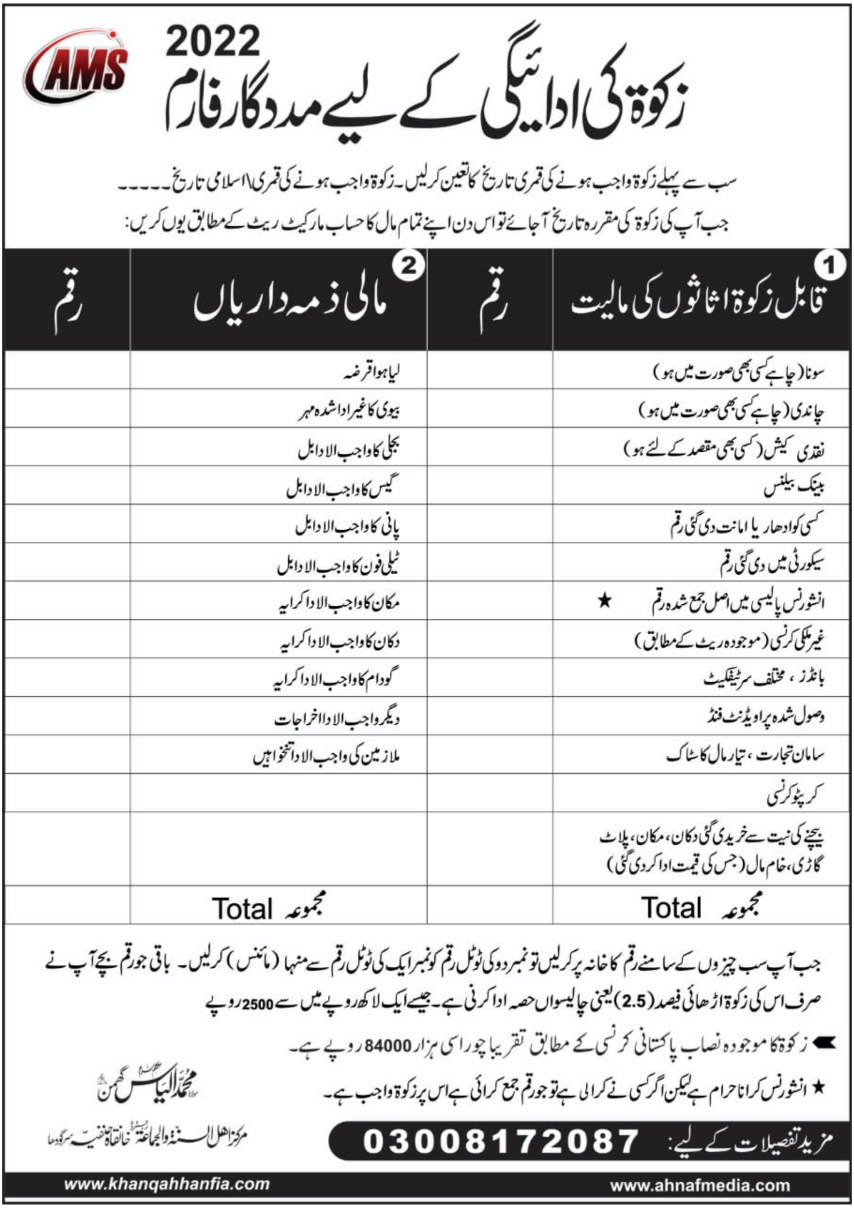

2022

زکوۃ کی ادائیگی کے لیے مددگار فارم

سب سے پہلے زکوۃ واجب ہونے کی قمری تاریخ کا تعین کر لیں۔ زکوۃ واجب ہونے کی قمری\اسلامی تاریخ۔۔۔۔

جب آپ کی زکوۃ کی مقررہ تاریخ آ جائے تو اس دن اپنے تمام مال کا حساب مارکیٹ ریٹ کے مطابق یوں کریں:

① قابل زکوۃ اثاثوں کی مالیت	رقم	② مالی ذمہ داریاں	رقم
سونا (چاہے کسی بھی صورت میں ہو)		لیا ہوا قرضہ	
چاندی (چاہے کسی بھی صورت میں ہو)		بیوی کا غیر ادا شدہ مہر	
نقدی کیش (کسی بھی مقصد کے لئے ہو)		بجلی کا واجب الادا بل	
بینک بیلنس		گیس کا واجب الادا بل	
کسی کو ادھار یا امانت دی گئی رقم		پانی کا واجب الادا بل	
سیکورٹی میں دی گئی رقم		ٹیلی فون کا واجب الادا بل	
انشورنس پالیسی میں اصل جمع شدہ رقم ★		مکان کا واجب الادا کرایہ	
غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ کے مطابق)		دکان کا واجب الادا کرایہ	
بانڈز ، مختلف سرٹیفکیٹ		گودام کا واجب الادا کرایہ	
وصول شدہ پراویڈنٹ فنڈ		دیگر واجب الادا اخراجات	
سامان تجارت ، تیار مال کا سٹاک		ملازمین کی واجب الادا تنخواہیں	
کرپٹو کرنسی			
بیچنے کی نیت سے خریدی گئی دکان، مکان، پلاٹ گاڑی، خام مال (جس کی قیمت ادا کر دی گئی)			
مجموعہ Total		مجموعہ Total	

جب آپ سب چیزوں کے سامنے رقم کا خانہ پر کر لیں تو نمبر دو کی ٹوٹل رقم کو نمبر ایک کی ٹوٹل رقم سے منہا (مائنس) کر لیں۔ باقی جو رقم بچے آپ نے صرف اس کی زکوۃ اڑھائی فیصد (2.5) یعنی چالیسواں حصہ ادا کرنی ہے۔ جیسے ایک لاکھ روپے میں سے 2500 روپے

- زکوۃ کا موجودہ نصاب پاکستانی کرنسی کے مطابق تقریبا چوراسی ہزار 84000 روپے ہے۔

★ انشورنس کرانا حرام ہے لیکن اگر کسی نے کرا لی ہے تو جو رقم جمع کرائی ہے اس پر زکوۃ واجب ہے۔

محمد الیاس گھمن

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ خانقاہ حنفیہ سرگودھا

مزید تفصیلات کے لیے: 03008172087

www.khanqahhanfia.com www.ahnafmedia.com

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی دو شرطیں ہیں:

پہلی شرط: نیت کرنا

نیت کس وقت کی جائے؟ اس کی تفصیل یہ ہے:

(1) اپنے کُل مال میں سے زکوٰۃ کی رقم الگ کرتے وقت یہ نیت کرلی جائے کہ یہ رقم زکوٰۃ کی ہے میں یہ کسی مستحق کو دوں گا۔ جب مستحق شخص کو رقم دی جائے تو دوبارہ نیت کرنا ضروری نہیں۔

(2) مستحق آدمی کو رقم دیتے وقت زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کرلی جائے۔ یعنی رقم الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہ کی ہو۔

(3) زکوٰۃ دینے والا خود نہ دے بلکہ کسی کے ذریعے زکوٰۃ کی رقم مستحق کو دینا چاہے تو اپنے وکیل یا نمائندہ کو رقم دیتے وقت زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کرلے۔

اگر درج بالا کسی بھی موقع پر نیت نہ کی ہو اور زکوٰۃ کی رقم ابھی تک مستحق کے پاس موجود ہو تو اس کے استعمال کرنے سے پہلے پہلے نیت کر سکتا ہے، اگر بغیر نیت کے رقم دی ہو اور مستحق وہ رقم خرچ کر دے تو بعد میں نیت کرنا معتبر نہیں، زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، دوبارہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

اسی طرح کسی کو قرض یا کسی اور مد میں رقم دی ہو اور بعد میں زکوٰۃ کی نیت کرلی یا زکوٰۃ کی مد میں کٹوتی کرلی تو یہ بھی جائز نہیں۔ اس صورت میں بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، دوبارہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

دوسری شرط: تملیک یعنی مالک بنادینا

زکوٰۃ کی رقم کا مستحق شخص کو ایسے طور پر مالک بنایا جائے کہ وہ اس پر مکمل

قبضہ بھی کرلے۔ پھر اپنی مرضی سے جہاں چاہے جیسے چاہے استعمال میں لاسکے۔

زکوٰۃ کن لوگوں کو دی جائے اور کن کو نہیں:

زکوٰۃ کا مصرف اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾

(سورۃ التوبۃ:60)

ترجمہ: صدقات (واجبہ) تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور زکوۃ جمع کرنے والے عاملوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہے اور غلام آزاد کرنے میں اور قرض ادا کرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافر پر خرچ کرنے کے لیے ہیں۔

۱،۲: فقراء اور مساکین فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی نہ ہو۔ یہ دونوں زکوۃ کے مستحق ہیں۔

۳: عاملینِ زکوۃ وہ لوگ جنہیں زکوۃ جمع کرنے پر مقرر کیا گیا ہے۔ ان کی تنخواہوں کی ادائیگی زکوۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔

۴: مؤلّفۃ القلوب نو مسلموں کو اسلام پر پختہ کرنے کے لیے۔

۵: غلام غلام آزاد کروانا۔

۶: مقروض مقروض کو قرض کی ادائیگی یا دیگر ضروریات کے لیے زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

۷: فی سبیل اللہ فی سبیل اللہ سے اصل مراد مجاہدین ہیں۔ ”سبیل اللہ“ میں یہ بھی شامل ہے کہ جو شخص دینی علم حاصل کرنے کے لیے مکمل طور پر وقت دے، تو

اسے بھی جیب خرچ، کپڑے، کھانا، پینا، رہائش اور کتب وغیرہ لے کر دی جاسکتی ہیں۔

۸: ابن سبیل اس سے مراد مسافر ہے، یعنی ایسا مسافر جس کے پاس زادِ راہ ختم ہو چکا ہو، تو اسے اپنی ضروریات پوری کرنے یا اپنے علاقے تک پہنچنے کے لیے زکوۃ سے امداد دی جاسکتی ہے۔

ان مصارف کی روشنی میں درج ذیل احکام ملاحظہ ہوں:

[1]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولے سونا (87.48 گرام) یا ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) یا سونے یا چاندی کی مذکورہ مقدار نہ ہو یا ہو لیکن اس مذکورہ مقدار سے کم ہو تو اب دیکھا جائے گا کہ اگر اس کی ملکیت میں یہ پانچ چیزیں سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت اور گھر کا زائد از ضرورت سامان موجود ہوں یا ان میں سے بعض موجود ہوں اور ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

فائدہ نمبر1: زائد از ضرورت سامان سے مراد وہ سامان ہے جس کے بغیر انسان کی بنیادی ضروریات پوری ہو جاتی ہوں۔ اس تعریف کی رو سے کھانے پینے کا سامان، رہائشی مکان، استعمال کے کپڑے اور زیورات، گھریلو ضروری اشیاء (مثلاً سلائی اور دھلائی کی مشین، فریج، کھانا پکانے کے برتن وغیرہ)، تاجروں اور مزدور طبقہ کے آلاتِ صنعت و حرفت (مثلاً مشینری، فرنیچر وغیرہ) ضرورت کا سامان کہلائے گا، اور ایسا سامان، برتن اور کپڑے وغیرہ جو بنیادی ضرورت و حاجت کے نہ ہوں اور سال بھر میں ایک بار بھی استعمال نہ ہوتے ہوں تو وہ زائد از ضرورت سامان شمار ہوں گے۔

فائدہ نمبر2: ان پانچ چیزوں کے مجموعے کو "حرمانِ زکوٰۃ کا نصاب" کہا جاتا ہے۔ اس نصاب کی موجودگی میں زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ نیز یہی نصاب وجوبِ صدقۃ الفطر اور وجوبِ قربانی کا بھی ہے۔

[2]: زکوٰۃ اپنے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی) اور فروع ((بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نواسا نواسی) کو دینا جائز نہیں ہے۔

[3]: بیوی؛ شوہر کو اور شوہر؛ بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

[4]: بھابھی، بھائی، بھتیجا، بہن اگر وہ نصاب کے مالک نہیں اور مستحق بھی ہیں اور ان کا کھانا پینا الگ ہو تو ان سب کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

[5]: سادات کو زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ دینا جائز نہیں ہے۔ سادات سے مراد خاندانِ بنو ہاشم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس لیے ان کی مدد زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کے علاوہ دیگر رقوم سے کی جائے۔

[6]: اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک بنی ہاشم سے ہو اور دوسرا غیر بنی ہاشم سے ہو تو جو غیر بنی ہاشم سے ہو اس کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔ اگر باپ بنی ہاشم سے ہو تو اس کی اولاد بھی بنی ہاشم سے شمار ہوگی۔ اگر باپ غیر بنی ہاشم سے ہو، بیوی بنی ہاشم سے ہو تو اولاد غیر بنی ہاشم شمار ہوگی کیونکہ نسب میں باپ کا اعتبار ہوتا ہے، ماں کا نہیں۔

[7]: اگر استاذ غریب ہے اور نصاب کا مالک نہیں تو شاگرد کے لیے استاذ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے بلکہ مستحق استاذ کو زکوٰۃ دینے کا ثواب زیادہ ملے گا۔

[8]: مسجد میں زکوۃ کی رقم نہیں دے سکتے۔

[9]: مستحق ملازمین کو بطور تنخواہ زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں۔ ہاں تنخواہ کے عنوان کے علاوہ ویسے امداد کے طور پر دے دی جائے تو جائز ہے۔

[10]: ایسی NGO's اور ادارے جو شرعی حدود کا لحاظ نہیں کرتے، انہیں زکوۃ دینا جائز نہیں۔

﴿سبق نمبر 4﴾

زکوۃ کے چند اہم مسائل:

1: زکوٰۃ کل مال کا اڑھائی فیصد یعنی چالیسواں حصہ واجب ہوتی ہے۔

2: زکوۃ جس کو دی جائے اس میں اسے مالک بنانا ضروری ہے۔ تملیک ضروری ہے، اباحت کافی نہیں۔

3: اگر کسی کی آمدنی کافی ہے لیکن وہ مقروض ہے اور خرچہ زیادہ ہونے کی وجہ سے قرض ادا کرنے پر قادر نہیں تو ایسے آدمی پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

4: جس شخص کی ماہانہ آمدنی معقول ہے لیکن سال بھر تک اس کے پاس نصاب کی مقدار جمع نہیں رہتی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

5: اگر ادھار کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو وصول ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر ادھار کی رقم وصول ہونے میں چند سال کا عرصہ گزر گیا تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوۃ دینا لازم ہے۔

6: مردہ کے ایصال ثواب کے لیے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں بلکہ دوسری حلال رقم (صدقاتِ واجبہ اور زکوۃ کے علاوہ) سے ایصال ثواب کرنا ہوگا ورنہ میت کو ثواب نہیں پہنچے گا۔

7: باپ اور بیٹا مل کر پیسہ کماتے ہیں اور پیسہ باپ کے قبضہ میں ہے اور باپ ہی اس میں سے تصرف کرتا ہے اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گزرنے کے بعد باپ پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا، بیٹے پر نہیں کیونکہ ان پیسوں کا مالک باپ ہے۔ ہاں اگر وہ اپنا اپنا پیسہ تقسیم کرلیں تو الگ الگ زکوۃ واجب ہوگی۔

8: بچہ اگر صاحب نصاب ہے تو نابالغ ہونے کی وجہ سے اس کے مال وغیرہ پر

زکوۃ واجب نہیں اور ولی کے لیے نابالغ کے مال سے زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہو گا۔ دوسری عبادات کی طرح بچہ پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔

9: زکوۃ کی رقم سے مکانات بنا کر مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک بنا دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے مکان کا قبضہ بھی دے دیں اور رجسٹرڈ کروا کر کاغذات بھی ان کے حوالے کر دیے جائیں تا کہ وہ اپنے اختیار سے جس قسم کا جائز تصرف کرنا چاہیں کر سکیں۔

10: جو رقم زکوٰۃ کی نیت کے بغیر ادا کی جائے اور جس کو دی جائے وہ خرچ بھی کر لے اب اگر اس مال کو زکوۃ میں شمار کیا جائے تو درست نہیں اور زکوۃ ادا نہیں ہو گی۔

11: پرائز بانڈ کی اصل قیمت یعنی جس رقم سے پرائز بانڈ خریدا ہے وہ نصابِ زکوٰۃ میں شامل ہو گی اور اس اصلی رقم پر زکوۃ واجب ہے اور ہر قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں جو رقم زائد ملتی ہے وہ نہ تو لینا جائز ہے اور نہ ہی اس پر زکوٰۃ ہے جہاں سے لیا ہے واپس کرے ورنہ بغیر ثواب کی نیت کے کسی غریب کو دے دینا ضروری ہے۔

12: اگر کوئی تجارت کی نیت سے پلاٹ خریدے یا زمین خریدے (یعنی فروخت کرنے کی نیت سے) تو اس صورت میں اس کی قیمت سے ہر سال زکوۃ ادا کرنا فرض ہے اور ہر سال مارکیٹ میں جو مارکیٹ ویلیو یعنی فروخت کی قیمت ہو گی اس کا اعتبار ہو گا۔ مثلاً ایک پلاٹ ایک لاکھ میں خریدا تھا سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت 5 لاکھ ہو گئی تو زکوۃ 5 لاکھ کے اعتبار سے دینی ہو گی اور اگر پلاٹ ذاتی ضروریات کے لیے خریدا تو اس پر زکوۃ واجب نہیں، اور اگر پلاٹ رقم کو محفوظ کرنے کے لیے خریدا تو اس صورت میں بھی زکوۃ ہر سال واجب ہو گی۔

13: اگر پلاٹ خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی بعد میں فروخت

کرنے کا ارادہ ہو گیا تو جب تک اس کو فروخت نہ کیا جائے اس پر زکوۃ واجب نہیں۔

14: اگر کوئی شخص سال کے پورا ہونے سے پہلے یا سال مکمل ہونے کے بعد تھوڑی تھوڑی کر کے زکوۃ ادا کرے تب بھی جائز ہے۔ یعنی ایڈوانس زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے البتہ حساب متعلقہ تاریخ کو ہی کیا جائے گا۔

15: اگر کسی آدمی نے کمیٹی کے طور پر پیسے جمع کروائے ہوں اور وہ نصاب کے برابر بھی ہوں اور پھر اس آدمی پر کسی قسم کا قرض وغیرہ بھی نہ ہو تو اس محفوظ شدہ پیسوں کی زکوۃ ادا کرنی ضروری ہو گی اور زکوۃ ادا کرتے وقت کمیٹی کی جمع شدہ رقم کو اصل مال اور نقدی کے ساتھ ملایا جائے گا۔

16: اگر کوئی شخص یوں کرتا ہے کہ وہ انکم ٹیکس ادا کرتا ہے اور پھر یہ سمجھتا ہے کہ انکم ٹیکس کے ساتھ ساتھ زکوٰہ بھی ادا ہو گئی۔ تو اس کی یہ سوچ غلط ہے کیونکہ انکم ٹیکس ملکی ضروریات کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے ہے، جبکہ زکوٰۃ ایک مسلمان کے لئے فریضۂ خداوندی اور عبادت ہے، انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، بلکہ زکوٰۃ کا الگ سے ادا کرنا فرض ہے۔

17: زکوٰۃ کی رقم سے دینی کتابیں، کپڑے، جوتے یا کوئی اور استعمال کی چیز خرید کر مستحق کو مالک بنا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

18: جس پر زکوٰۃ فرض ہو اس کی اجازت سے اگر کوئی دوسرا زکوٰۃ ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اگر اجازت کے بغیر دے تو ادا نہیں ہو گی خواہ بعد میں اجازت بھی دے دے۔

19: مستحق آدمی کو زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کا لفظ کہنا ضروری نہیں بلکہ زکوٰۃ کو ہدیہ، انعام وغیرہ کے نام سے دینا بھی جائز ہے البتہ دل میں زکوٰۃ کی نیت کر لے۔ بہتر ہے کہ یوں کہہ دیا جائے کہ یہ کچھ رقم ہے، آپ اپنی ضروریات میں استعمال کر لیں۔

20: امتحان میں پوزیشن حاصل کرنے والے مستحق زکوٰۃ طلباء کو "انعام" میں زکوٰۃ کی رقم، کتاب وغیرہ دینا جائز ہے۔

21: مدرسہ اور مسجد کا چندہ خواہ نصاب کے برابر ہو یا نصاب سے زائد اس پر سال گذر جائے تب بھی اس مال میں زکوٰۃ فرض نہیں۔

22: زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد اگر آدمی مقروض ہو جائے تو بھی یہ شخص چونکہ صاحبِ نصاب رہ چکا ہے اس لیے اس پر زکوٰۃ کو ادا کرنا لازم ہو گا۔

23: اگر صاحبِ نصاب نے زکوۃ کی رقم ادا کرنے کے لئے الگ جگہ پر رکھ دی۔ اور ابھی تک ادا نہیں کی تھی کہ زکوٰۃ کا مال چوری ہو گیا یا ضائع ہو گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی۔

24: اگر زکوٰۃ کا مال چوری ہو جائے یا گم ہو جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہو گا اگر زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہ زکوٰۃ اس کے ذمے سے ساقط نہ ہو گی۔

25: اگر کسی آدمی نے ڈرائی کلین کی دکان میں کپڑے دھونے کے لیے مشین رکھی ہے تو اس مشین پر زکوٰۃ لازم نہیں بلکہ اس سے حاصل شدہ آمدن پر زکوٰۃ ہو گی۔ چنانچہ اس آمدن کو قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

26: اگر کسی آدمی نے ڈیری فارم بنایا ہوا ہے اور مقصد اس فارم سے دودھ کو فروخت کرنا ہے تو ایسے آدمی کے لیے گائے اور بھینس کی مالیت پر تو زکوٰۃ نہ ہو گی البتہ دودھ فروخت کرنے کی آمدنی اگر نصاب کو پہنچ گئی تو پھر زکوٰۃ لازم ہو گی۔ اگر نصاب سے کم ہو تو وہ آمدنی بقیہ نصاب کے ساتھ ملا کر حساب کرنا ضروری ہے۔

27: دکان میں جو الماریاں اور شوکیس محض سامان رکھنے کے لیے ہوں یا فرنیچر استعمال کے لیے ہو تو اس میں زکوٰۃ لازم نہیں البتہ اگر دکان دار فرنیچر کا ہی کاروبار کرتا ہے اور تجارت کی نیت سے فرنیچر رکھا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔

28: زکوٰۃ کی مد میں مریضوں کو خون خرید کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی بلکہ دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنی پڑے گی، کیونکہ خون مال نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر انہیں براہِ راست زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنادیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

29: مچھلی خواہ سمندر سے پکڑی گی ہو یا دریا سے، اس پر تو زکوٰۃ لازم نہیں ہے، البتہ اگر مچھلی کی تجارت کی، تو فروخت کرنے کے بعد حاصل شدہ رقم پر زکوٰۃ ہے۔ چنانچہ اس رقم کو قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل کرکے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

30: مچھلی فارم کی زمین، تالاب اور سامان پر زکوٰۃ لازم نہیں، لیکن مچھلی فروخت کے بعد اس کی رقم کو قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل کرکے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

31: استعمال کے موبائیل پر زکوٰۃ لازم نہیں ہے ہاں اگر تجارت کی غرض کے لیے ہے تو اس پر زکوٰۃ ہو گی۔ چنانچہ اس کی مارکیٹ ویلیو قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل کرکے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

32: قادیانی؛ شریعتِ اسلامیہ اور پاکستانی قانون کے مطابق کافر اور زندیق ہیں، لہٰذا قادیانیوں کو زکوٰۃ دینا سخت گناہ ہے اور زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی بلکہ ان کو تو کوئی نفلی صدقات دینا بھی جائز نہیں۔

33: ڈرافٹ کے ذریعے زکوٰۃ بھیجنا جائز ہے۔ اور اس صورت میں رقم کی تبدیلی کی وجہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن ڈرافٹ کی فیس زکوٰۃ کی رقم سے نہیں بلکہ اس کے علاوہ رقم سے ادا کریں گے۔

34: اگر کسی کو زکوٰۃ ادا کرنے کا وکیل بنایا اور وکیل کے پاس زکوٰۃ کی رقم ضائع ہو گئی تو موکل کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی بلکہ دوبارہ ادا کرنی ہو گی۔

باقی رہی یہ بات کہ ضائع شدہ رقم کا ضمان کس پر ہو گا؛ تو وکیل پر ضمان اس وقت ہو گا جب وکیل کی طرف سے غفلت پائی گئی ہو، ورنہ نہیں۔

﴿سبق نمبر 5﴾

چند جدید مسائل

بینک کا زکوٰۃ کاٹنا:

حکومت بینکوں کے ذریعے جو زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے تو اس طریقے سے اکاؤنٹ ہولڈر کی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ اسے دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن اکاؤنٹ ہولڈر کو اگر اس میں شبہ ہو کہ یہ رقم صحیح مصرف میں ادا ہو گی یا نہیں یا خدانخواستہ حکومت اس سلسلہ میں غفلت اختیار کرے تب بھی اس کا وبال حکومت پر ہو گا، زکوٰۃ دہندہ کی زکوٰۃ کا فریضہ اس کے ذمہ سے ادا ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر اکاؤنٹ ہولڈر بینک سے اپنی رقم نکلوا لے اور زکوٰۃ کا حساب لگا کر خود صحیح مصرف میں ادا کرنے کا اہتمام کرے تو بلاشبہ یہ طریقہ افضل اور محتاط ہو گا۔

طویل المیعادی قرضے:

سرمایہ دار اور بڑے کاروباری لوگ بینکوں سے جو بڑی رقومات طویل مدت کے لیے بطور قرض لیتے ہیں، ان کاروباری قرضوں کا حکم یہ ہے کہ ہر سال جتنی قسط کی رقم واجب الادا ہوتی ہے، صرف اتنی ہی رقم اصل سرمایہ سے منہا کی جائے گی اور بقیہ قرض کو مالِ زکوۃ کے نصاب سے منہا نہیں کیا جائے گا، بلکہ بقیہ کل مالیت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

اسی طرح اگر کسی نے انفرادی طور پر بھی طویل المیعادی قرض لیا ہو تو صرف موجودہ ایک سال [زکوۃ کے حساب والے سال] کی واجب الادا رقم اس کی قابلِ

زکوۃ رقم سے منہا کی جائے گی۔ آئندہ سالوں میں واجب الادا رقم کل حساب سے منہا نہیں کی جائے گی۔

کرپٹو کرنسی پر زکوٰۃ:

اگر کسی شخص کی ملکیت میں کرپٹو کرنسی موجود ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ چنانچہ اسے بھی قابلِ زکوٰۃ اثاثہ جات میں شامل کیا جائے گا اور سال مکمل ہونے کے بعد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

پراپرٹی پر زکوۃ کے احکام:

1: جو زمین یا گھر رہائش کی نیت سے خریدا گیا ہو، اس پر زکوۃ لازم نہیں ہوتی۔

2: جو دکان اس غرض سے خریدی ہو کہ اس میں کاروبار کیا جائے گا تو اس دوکان کی ویلیو پر بھی زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔

3: پراپرٹی خریدتے وقت اگر کوئی نیت نہ کی ہو کہ اس کو بیچنا ہے یا رہائش اختیار کرنی ہے تو اس پر بھی زکوۃ نہیں ہے۔

4: جو پراپرٹی تجارت کی نیت سے لی ہو کہ اس کو فروخت کرکے نفع کمایا جائے گا تو ایسی تمام پراپرٹیز اگر نصاب کے بقدر ہوں تو ہر سال ان کی موجودہ ویلیو کا حساب کر کے کل مالیت کا اڑھائی فیصد بطور زکوۃ ادا کرنا شرعاً لازم ہو گا۔

5: اگر پراپرٹی کرایہ پر دی ہو تو اس پراپرٹی کی مالیت پر زکوۃ لازم نہیں ہو گی، البتہ اگر حاصل ہونے والا کرایہ جمع ہو اور پراپرٹی کا مالک پہلے سے صاحبِ نصاب ہو یا جمع شدہ کرایہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو سالانہ اس پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہو گا۔ اگر کرایہ خرچ ہو جاتا ہو، بچت میں جمع نہ ہوتا ہو تو اس

کرائے پر زکوۃ نہیں ہو گی۔

6: قسطوں پر خرید اہوا پلاٹ اگر تجارت کی نیت سے خرید اہو تو اس پر بھی زکوۃ واجب ہے، خواہ قبضہ ملا ہو یا نہ ملا ہو۔ اس کی موجودہ قیمتِ فروخت کا اڑھائی فی صد بطورِ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔

7: تجارت کی نیت سے خریدی ہوئی پلاٹ کی فائل کی موجودہ قیمت پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

8: زرعی زمین اگر تجارت کی نیت سے خریدی جائے تو اس پر بھی زکوۃ واجب ہے۔ اگر زراعت کی نیت سے خریدی جائے تو زکوۃ واجب نہیں۔

زکوٰۃ کی رقم کسی دوسری جگہ بھجوانے پر سروس چارجز کا حکم

اگر کسی شخص نے اپنی زکوٰۃ کی رقم ایکسچینج، بینک، ڈاکخانہ وغیرہ کے ذریعے کسی دوسری جگہ بھجوائی اور متعلقہ ادارے یا افراد اس پر کچھ چارجز لیتے ہوں تو چارجز کی اس رقم کو زکوٰۃ کی رقم سے کاٹنا جائز نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ ہندہ کے لیے لازم ہے کہ چارجز کی رقم زکوٰۃ کی رقم کے علاوہ دے۔

زکوۃ کا بہترین مصرف:

[1]: مستحق رشتہ دار ہیں اس میں دوہرا ثواب ہے۔ ادائیگیِ زکوۃ اور صلہ رحمی۔

[2]: دینی مدارس ہیں اس میں بھی دوگنا ثواب ہے اشاعت و تحفظ دین اور ادائیگی زکوۃ۔

مسائلِ عشر

زکوٰۃ کی طرح عشر بھی مسلمانوں پر لازم ہے اور یہ زمینی پیداوار میں ہوتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں:

[1]: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾

البقرۃ: 267

اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے اور جو پیداوار ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہو، اس میں سے عمدہ چیزیں [راہِ خدا میں] خرچ کیا کرو۔

[2]: ﴿كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾

الانعام: 141

ترجمہ: جب ان کے درخت پھل لائیں تو ان کے پھل کھاؤ اور کٹائی کے دن ہی اس کا حقِ شرعی نکال دیا کرو۔ اور بے جانہ اڑانا کیونکہ خدا تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اس آیت کریمہ میں فصل، باغات اور پھلوں کے جس حق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد ”عشر“ ہے۔

[3]: عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ."

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 1483)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کھیتی بارش کے پانی یا قدرتی چشمے کے پانی سے سیراب ہو یا خود بخود سیراب ہو (مثلاً نہر وغیرہ کے کنارے پر واقع ہو جس کی وجہ سے پانی دینے میں محنت نہ کرنی پڑتی ہو اور نہ ہی پانی کا خرچ ادا کیا جاتا ہو) تو اس میں سے عشر (دسواں حصہ) لیا جائے، اور جس کھیتی میں کنویں (ٹیوب ویل، رہٹ، یا وہ نہری پانی جس کا آبیانہ ادا کیا جائے) سے پانی لیا جائے تو اس میں سے نصف عشر (بیسواں حصہ) لیا جائے۔

[4]: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ، وَما سُقِيَ بَعْلًا الْعُشْرَ، وَمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي نِصْفَ الْعُشْرِ.

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث 1818)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں بحیثیت عامل اس پیداوار سے جو آسمان (کے پانی یعنی بارش) سے سیراب ہوئی اور جو زمین نہر کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے سیراب ہوئی (یعنی اسے خود سے پانی دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی) تو اس میں دسواں حصہ بطور عشر کے حاصل کروں اور جو زمین (کنووں کے) ڈولوں سے سیراب ہو اس میں سے بطور عشر بیسواں حصہ وصول کروں۔

﴿سبق نمبر 6﴾

وجوب عشر کی شرائط:

پہلی شرط:

مسلمان ہونا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عشر اہل ایمان کے لیے مقرر کردہ ایک عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں۔

دوسری شرط:

زمین کا عشری ہونا۔ خراجی زمین پر عشر نہیں۔

فائدہ: خراجی زمین اسے کہتے ہیں کہ جس کو مسلمانوں نے صلح کے ذریعہ حاصل کیا ہو، ایسی صورت میں زمین کی شرائط اس معاہدے کے مطابق ہوتی ہیں جن پر صلح کی گئی ہے، اگر صلح نامے پر یہ شرط موجود ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر رہیں گے اور ان کی زمینیں بدستور ان کی ملکیت میں ہی رہیں گی تو ایسی زمینوں کو "خراجی" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مسلمانوں نے کسی علاقے کو جنگ ذریعے فتح کیا اس کے بعد مسلمانوں کے امیر نے اس علاقہ کی زمینوں کو مجاہدین اسلام میں تقسیم نہیں کیا بلکہ اپنے صوابدیدی اختیار کے مطابق ان زمینوں کو سابقہ مالکوں کی ملکیت میں بدستور قائم رکھا تو ایسی زمین کو بھی "خراجی" کہا جاتا ہے۔

تیسری شرط:

زمین سے پیداوار کا ہونا۔ لہذا اگر کسی وجہ سے پیداوار نہیں ہوئی، مثلاً مالک

نے کوتاہی برتی، یا اس نے کھیت کی خبر گیری نہیں کی، یا کسی آفت کے سبب فصل اُگی ہی نہیں تو ہر صورت میں عشر ساقط ہو جائے گا۔ ادا نہیں کیا جائے گا۔

چوتھی شرط:

پیداوار ایسی چیز ہو جس کو اگانے کا رواج ہو، اور لوگوں کی عادت یہ ہو کہ وہ اسے کاشت کر کے اس سے نفع بھی اٹھاتے ہوں۔ لہذا وہ گھاس جو خود بخود اگ آئے یا بے کار قسم کے خود رو درخت اگر کسی زمین میں پیدا ہو جائیں تو ان میں عشر نہ ہو گا۔ اگر زمین میں بانس یا گھاس وغیرہ آمدن کی غرض سے لگایا گیا ہو تو اس میں عشر ہو گا، اگر خود بخود کوئی درخت اگا ہے تو اس میں نہیں ہو گا۔

عشر اور زکوٰۃ میں چند بنیادی فرق:

فرق نمبر1: زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لیے مخصوص نصاب متعین ہے اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جبکہ عشر کے واجب ہونے کے لیے نصاب مقرر نہیں پیداوار کم ہو یا زیادہ اس پر عشر واجب ہوتا ہے۔ ہاں اگر کسی کی پیداوار پونے دو سیر سے بھی کم ہو تو اس قدر معمولی مقدار پر شریعت عشر واجب نہیں کرتی۔

فرق نمبر2: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جبکہ عشر میں سال گزرنا ضروری نہیں۔ بلکہ اگر کسی زمین میں سال میں دو مرتبہ فصل ہوتی ہے یا کسی باغ وغیرہ میں سال میں دو مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پھل وغیرہ لگتا ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

فرق نمبر3: زکوٰۃ کی ادائیگی میں عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط ہے جبکہ عشر کے واجب ہونے میں یہ چیزیں شرط نہیں، اس لیے اگر کوئی پاگل ہو یا ابھی تک نابالغ ہو تو

اس کی زمین کی پیداوار پر عشر واجب ہو گا۔ ان لوگوں کے سرپرست افراد ان کی طرف سے عشر ادا کریں گے۔

فرق نمبر4: زکوٰۃ کے مال اور سامان وغیرہ کے ساتھ قرض کا تعلق ہوتا ہے یعنی اگر کسی پر قرض ہو تو اس قرض کو زکوٰۃ کے مال سے نکال کر بقیہ کی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ جبکہ عشر میں ایسا نہیں یعنی اگر کسی نے عشر ادا کرنا ہو تو اس کا قرض وغیرہ عشر سے نہیں نکالا جاتا بلکہ کل پیداوار پر عشر واجب ہے۔

فرق نمبر5: ایسی چیزیں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب تک وہ نصاب کے برابر باقی رہتی ہیں ان پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، مثلاً کسی کے پاس سونا یا چاندی وغیرہ موجود ہو تو جب تک یہ سونا یا چاندی وغیرہ موجود رہے گی ہر سال ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی اور ان کی زکوٰۃ نکالنا ضروری ہو گا جبکہ عشر میں ایسا نہیں، مثلاً اگر پیداوار میں سے ایک مرتبہ عشر ادا کر دیا اس کے بعد وہ جنس غلہ وغیرہ اگرچہ کئی سال تک بھی اس کے پاس باقی رہے، ہر سال اس کا عشر نہیں نکالا جائے گا۔

عشر کے اہم مسائل:

1: عشر پیداوار کی جنس سے دینا ضروری نہیں بلکہ اس کی قیمت دی جاسکتی ہے۔

2: عشر کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ جتنی پیداوار حاصل ہو چاہے کم ہو یا زیادہ، اس کا عشر ادا کیا جائے۔

3: عشر جس طرح کھیتی میں واجب ہوتا ہے اسی طرح پھل اور سبزیوں میں بھی واجب ہے۔

4: اگر کسی درخت سے سال میں ایک مرتبہ سے زائد مرتبہ پھل حاصل ہوتا ہو تو جتنی مرتبہ پھل حاصل ہو گا تو ہر مرتبہ اس پر عشر واجب ہو گا۔

5: اگر کوئی سبزی یا فصل ایسی ہو جو ایک مرتبہ کاٹنے کے بعد دوبارہ اگ آتی ہو تو جتنی مرتبہ اسے کاٹیں گے ہر مرتبہ اس کا عشر واجب ہو گا۔

6: اگر فصل، پھل یا سبزی تھوڑی تھوڑی کر کے کاٹی جائے یا توڑی جائے تو اس صورت میں جتنی مقدار کاٹتے یا توڑتے جائیں اسی کا عشر ادا کرتے جائیں۔

7: جن چیزوں کی پیداوار مقصود ہو تو ان میں عشر واجب ہوتا ہے جیسے کپاس، گندم، چاول، چنا، مکئی، سبزی، پھل وغیرہ اور جن چیزوں کی پیداوار مقصود نہ ہو بلکہ پیداوار کے ساتھ ضمنی طور پر حاصل ہوتی ہوں جیسے گندم کا بھوسہ، مکئی کا بھوسہ، چاول کا بھوسہ یا خود بخود اگ آتی ہوں جیسے گھاس وغیرہ تو اصولاً ان میں عشر واجب نہیں لیکن اگر اس قسم کی چیزوں کی پیداوار مقصود ہو خواہ بیچنے کے لیے یا ذاتی استعمال یا جانوروں کے چارہ وغیرہ کے لیے تو ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

8: اگر کھیتی مثلاً گندم، مکئی، جَو وغیرہ کو جانوروں کے چارے کے حصول کے لیے بویا جائے اور پختہ ہونے سے پہلے ہی کاٹ لیا جائے تو چونکہ ان چیزوں سے بھی پیداوار مقصود ہوتی ہے اس لیے ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

9: کسی بڑی فصل مثلاً گندم، گنا وغیرہ کے ساتھ کوئی دوسری فصل بھی ضمناً شامل کر دی جیسے لوبیا، چنے، پیاز وغیرہ تو اس پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ یہاں ان چیزوں کی پیداوار مقصود ہوتی ہے۔

10: زمین میں خودرو درخت پیدا ہو جائیں تو ان میں اور حاصل شدہ لکڑی میں عشر واجب نہ ہو گا۔ ہاں اگر ان کو لکڑی کے حصول کی غرض سے لگایا جائے تو ان پر بھی عشر واجب ہو گا۔

11: درخت سے نکلنے والی چیزوں مثلاً گوند وغیرہ پر عشر واجب نہیں۔ اسی طرح مختلف سبزیوں اور پھلوں کے بیج جو صرف کھیتی کے لیے استعمال ہوتے ہیں یا دوائی کے

کام آتے ہیں (غذائی اجناس کے طور پر نہیں ہوتے) جیسے خربوزہ، تربوز وغیرہ کے بیج تو ان پر بھی عشر واجب نہیں۔

12: عشری زمین سے اگر شہد نکالا جائے تو اس پر بھی عشر واجب ہے، شہد کے عشر میں ہر حال میں دسواں حصہ واجب ہے خواہ اس پر کتنے ہی اخراجات آئیں، یہ اخراجات اس سے نکالے نہیں جائیں گے بلکہ کل پیداوار پر عشر ہے۔

13: گھر کے صحن وغیرہ میں سبزی یا درخت لگائے جائیں تو ان سے حاصل ہونے والی پیداوار پر عشر نہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں مکان کے تابع ہیں اور مکان پر عشر نہیں لہٰذا ان چیزوں پر بھی عشر نہیں۔

14: اگر کسی نے اپنے رہائشی مکان کو مسمار کر کے اسے مستقل باغ سے تبدیل کر دیا تو چونکہ اب اس کی حیثیت باغ کی ہے اس لیے اس باغ میں آنے والے پھلوں پر عشر واجب ہو گا۔

15: اگر عشری زمین مزارعت پر دی جائے (عموماً زمین زمیندار کی اور محنت، بیج، ہل وغیرہ کاشتکار کے ذمے ہوتا ہے اور پیداوار میں دونوں کا حصہ ہوتا ہے) اس صورت میں زمیندار اور کاشتکار دونوں پر اپنے اپنے حصے کی پیداوار کا عشر واجب ہے۔

16: اگر عشری زمین ٹھیکے پر دی گئی تو پیداوار کا عشر کرائے دار پر ہو گا، زمین کے مالک پر نہیں۔

17: زمین کو کاشت کے قابل بنانے سے لے کر فصل پکنے تک جتنے اخراجات ہوتے ہیں مثلاً ہل چلانا، زمین سے اضافی جڑی بوٹیوں کو ختم کرنا، بیج ڈالنا، پانی دینا، کھاد ڈالنا، اسپرے کرنا ان اخراجات کو عشر کی ادائیگی سے نہیں نکالا جائے گا بلکہ اخراجات نکالے بغیر زمین کی کل پیداوار پر عشر واجب ہو گا۔

18: فصل پکنے کے بعد ہونے والے اخراجات کو بھی نہیں نکالا جائے گا۔ اس لیے

کٹائی کی اجرت، تھریشر وغیرہ کا خرچہ بھی نکالے بغیر عشر ادا کیا جائے گا۔

19: اگر پیداوار کا مالک مقروض ہے تو بھی اس پر عشر واجب ہو گا، قرض کو پیداوار سے نہیں نکالا جائے گا۔

20: کھیتی بونے اور باغ میں پھول آنے سے پہلے عشر ادا کرنا جائز نہیں، البتہ کھیتی اگنے اور باغ میں پھول آنے کے بعد یعنی پھل ظاہر ہونے سے پہلے عشر کو نقدی کی صورت میں ادا کرنا جائز ہے۔

21: فصل، پھل یا سبزی پکنے سے پہلے اس قابل ہو جائے کہ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو تو عشر واجب ہو جاتا ہے۔

22: اگر کسی نے فصل یا پھل کو پکنے سے پہلے کاٹ لیا یا توڑ لیا تو جس مقدار کے برابر فصل کاٹی یا پھل توڑے تو اسی کے برابر عشر ادا کرنا واجب ہے۔

23: اگر کسی نے پوری فصل یا پھل کو یا پھر اس کے کسی حصہ کو قابل استعمال ہونے کے بعد خود ختم کر دیا مثلاً مکمل یا بعض پیداوار کو خود استعمال کر لیا خواہ جانور کے چارہ کے طور پر کھلا کر ہی کیوں نہ ہو تو اس کے ذمہ سے عشر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کو استعمال شدہ مقدار کا حساب لگا کر عشر ادا کرنا واجب ہو گا۔

24: اگر کسی نے خود ضائع یا استعمال نہیں کیا بلکہ آسمانی آفت سیلاب، تیز آندھی، طوفانی بارش، بجلی کے گرنے یا آگ وغیرہ لگنے سے ساری فصل تباہ ہو گئی یا چوری ہو گئی تو اس کے ذمے عشر واجب نہیں، ہاں البتہ اگر مکمل تباہ یا چوری نہیں ہوئی، بلکہ کچھ پیداوار باقی ہے تو اس کا عشر ادا کرنا واجب ہو گا۔

25: اگر کسی شخص نے دوسرے کی پیداوار کو ضائع کر دیا تو زمین کا مالک اس ضائع کرنے والے سے تاوان وصول کرے اور اس میں سے عشر ادا کرے۔ ہاں جب تک ضائع کرنے والا تاوان ادا نہیں کرتا تب تک مالک کے ذمے عشر ادا کرنا ضروری نہیں۔

26: بعض درخت، فصلیں، پودے ایسے ہیں کہ جن سے پھل مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان کے پتے کام آتے ہیں مثلاً تمباکو، پان وغیرہ ان کے پتوں میں عشر واجب ہو گا۔

27: اگر کسی نے زمین پر کھڑی فصل، درخت یا باغ پر لگے پھل کو پکنے کے بعد فروخت کیا تو اس کا عشر ادا کرنا فروخت کرنے والے پر واجب ہو گا، خریدار پر نہیں۔

28: اگر فصل یا پھل پکنے سے پہلے فروخت کیا تو اب عشر خریدار کے ذمہ ہے، فروخت کرنے والے کے ذمہ نہیں۔

29: وہ زمین جو وقف کی ہے مثلاً کسی رفاہی ادارے، مسجد، مدرسہ وغیرہ کی ہے اگر وہ عشری زمین ہے تو اس سے حاصل شدہ پیداوار کا عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

30: وہ پہاڑ اور جنگل جو کسی کی ملکیت میں نہیں اور عشری زمین میں ہیں ان سے جو شخص بھی پھل حاصل کرے کا اس پر عشر ادا کرنا واجب ہے۔